عکس اور تصویر کا فرق

داعئ قرآن حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن شہید رحمہ اللہ

عکس اور تصویر ظاہر میں دو متماثل چیزیں ہیں، کہ عکس میں بھی انسان یا جاندار کی شبیہ بنتی ہے اور تصویر میں بھی انسان یا جاندار کی شبیہ بنتی ہے، مگر حکم کے اعتبار سے مختلف ہیں، کہ عکس کے ذریعہ شبیہ کا بنانا بالاتفاق جائز ہے اور تصویر کے ذریعہ شبیہ کا بنانا بالاتفاق ناجائز ہے۔

تصویر کے بارے میں مالکیہ کی طرف یہ تفصیل منسوب ہے کہ ان کے نزدیک ایسی تصویر ناجائز ہے جس کا سایہ ہو جے اوہ (مالہ ظل) سے تعبیر کرتے ہیں اور ایسی تصویر جائز ہے جس کا سایہ نہ ہو جسے وہ (مالا ظل لہ) سے تعبیر کرتے ہیں۔

(مالہ ظل) کو اردو میں مورتی یا بت بھی کہہ سکتے ہیں۔ بعض حضرات نے اسے عربی میں تمثال بھی کہا ہے۔

اس بات پر سب متفق ہیں کہ حرمت تصویر کی علت "مضاھات خلق اللہ" ہے۔

اب غور طلب امر یہ ہے کہ تصویر اور عکس میں یہ فرق کیوں کیا گیا ہے ؟ کہ عکس میں مضاھات خلق اللہ نہیں مانی جاتی جبکہ تصویر میں مضاھات خقہ اللہ تسلیم کی جاتی ہے۔ حالانکہ عکس قدرتی مادہ یا وسیلہ کی مدد سے بھی بنتا ہے جیسے پانی میں نظر آنے والی شبیہ اور مصنوعی مادے یا وسیلہ سے بھی بنتا ہے جیسے آئینہ میں نظر آنے والی شبیہ۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ آئینہ میں نظر آنے والی شبیہ کے وجود میں آنے میں انسانی صنعت کو بھی دخل ہے کہ عکس کی شبیہ کو وجود میں لانے والا آئینہ ایسا وسیلہ ہے جسے انسان نے تیار کیا ہے۔ جبکہ شبیہ بننے کا عمل ایک ہی جیسا ہے کہ پانی یا آئینہ کے سامنے آنے والی چیز کے جسم سے شعاعیں خارج ہوتی ہیں جو وسیلۂ عکس یعنی پانی یا آئینہ میں شبیہ بنا دیتی ہیں جسے ہم عکس کہتے ہیں۔

عکس اور معکوس میں انتہائی مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ اصل اور نقل بالکل ایک ہی چیز محسوس ہوتے ہیں اور آئینہ کے مصنوعی ہونے کے باوجود اسے "مضاھت خلق اللہ" قرار نہیں دیا جاتا۔ عملِ تصویر کے نتیجہ میں جو شبیہ تیار ہوتی ہے اسے مضاھات خلق اللہ قرار دیا گیا ہے۔

فقہاء کرام کی عبارات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عکس چونکہ مستقل اور دائمی نہیں ہوتا اس لئے یہ جائز ہے اور تصویر چونکہ دائمی اور مستقل ہوتی ہے اس لئے ناجائز ہے۔ یہیں سے عکس کے لئے غیر ثابت یا غیر قار ہونے کی اصطلاح استعمال ہونے لگی کہ جب تک کوئی جسم پانی یا آئینہ کے سامنے ہے تو اس کا عکس موجود ہے جیسے ہی وہ جسم سامنے سے ہٹ جائے تو اس کا عکس بھی ختم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ یہ کہہ دیا گیا کہ عکس وہ ہوتا ہے جو غیر ثابت اور غیر قار ہو اور تصویر وہ ہوتی ہے جو ثابت اور قار ہو۔ نیز حرمت تصویر کی علت "مضاھات" کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر قدرتی شاھکار کی شبیہ کا بن جانا مضاھات کہلاتا ہے تو اس کا ثابت یا غیر ثابت ہونا حرمت وحلت پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اگر مستقل مضاھات حرام ہے تو عارضی مضاھات بھی حرام ہونی چاہیے۔ خصوصاً جبکہ آئینہ وغیرہ جیسے مصنوعی وسائل کی مدد سے عکس بن رہا ہے۔

اس بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ عکس اور تصویر کے حکم میں جو فرق ہے وہ ثابت یا غیر ثابت ہونے کا نہیں ہے یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ عکس میں مضاھات کو تسلیم نہ کرنا اور تصویر میں مضاھات کو تسلیم کرنا قار اور غیر قار یا ثابت اور غیر ثابت ہونے کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ کچھ اور ہے !

آیئے ہم یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ عکس اور تصویر میں وہ کونسا فرق ہے جو دونوں کو ایک جیسا ہونے کے باوجود حلال وحرام، جائز وناجائز کی دو متضاد حکموں کا مظہر بنا دیتا ہے۔

تصویر کیا ہے؟ مصور ایک قدرتی شاھکار کو دیکھ کر تصوراتی طور پر اپنے ذہن میں ایک خاکہ بنالیتا ہے۔ پھر اس تصوراتی خاکہ کو اپنے فن اور تجربہ کی بنیاد پر ایک تخلیقی عمل کے ذریعہ کاغذ یا لوحہ پر منتقل کر دیتا ہے۔ یہ مصور کا فنی کمال ہوتا ہے کہ بعض اوقات وہ اپنے تصوراتی خاکہ کی مدد سے ایسی شبیہ بنا دیتا ہے کہ اصل اور نقل کا فرق ختم ہو کر رہ جاتا ہے۔ اب وہ چاہے محض تصوراتی خاکہ کی مدد

سے کوئی شبیہ بنائے یا کسی قدرتی شاہکار کا خاکہ ذہن میں بسانے کے بعد اسکی شبیہ لوحہ پر منتقل کرے۔ بہر حال تصویر میں مصور کے تصوراتی خاکہ کو خصوصی دخل ہوتا ہے اور یہی فرق ہے عکس اور تصویر کے درمیان ! عکس کی صورت میں قدرتی شاھاکار کی شبیہ ''وسیلۂ شبیہ'' یعنی پانی یا آئینہ وغیرہ میں براہ راست منتقل ہو جاتی ہے ، جبکہ تصویر کی صورت میں قدرتی شاہکار کی شبیہ ''وسیلۂ شبیہ'' یعنی کاغذ یا لوحہ تک منتقل ہونے میں تصوراتی خاکہ کا ایک مرحلہ درمیان میں ہوتا ہے جو مصور کے ذہن سے گزرتا ہے اور یہی مرحلہ تصویر میں مضاہات خلق اللہ کے معنی پیدا کردیتا ہے مصور چاہے کسی فرضی شاہکار کا تصوراتی خاکہ تیار کرے چاہے کسی حقیقی شاہکار کا خاکہ ذہن میں بسا کر اسے لوحہ پر منتقل کرے وہ مضاھات خلق اللہ کہلائے گا۔ چونکہ عکس میں تصوراتی خاکہ کا مرحلہ نہیں آتا لہٰذا وہ مصنوعی وسیلہ کے ذریعہ وجود میں آنے کے باوجود مضاھات شمار نہیں ہوتا۔

کیمرہ، چاہے فوٹو گرافی کیمرہ ہو یا ٹی وی مووی کیمرہ، اس کے ذریعہ جو شبیہ تیار ہوتی ہے وہ بھی چونکہ درمیان کے تصوراتی مرحلہ سے خالی ہوتی ہے اس لئے اسے تصویر کی بجائے عکس قرار دینا زیادہ قرین قیاس ہے کیونکہ کیمرہ مین کسی منظر کو اپنے ذہن میں بسا کر اس کا تصوراتی خاکہ تیار کرکے اسے لوحہ پر منتقل نہیں کرتا بلکہ کیمرہ کے سامنے آنے والے جسم سے خارج شدہ شعاعیں کیمرہ کے شیشہ سے گزر کر شبیہ تیار کرتی ہیں جو لوحہ پر ثبت ہو جاتی ہے۔ **لہٰذا کیمرہ کو تصویر بنانے کا جدید آلہ کہنے کی بجائے، عکس کو محفوظ کرنے اور ثابت کرنے کا آلہ کہنا چاہیے۔**

فقہاء کرام نے عکس کو غیر ثابت یا غیر قار جو کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دور کی سائنس نے عکس تیار کرنے کا مصنوعی وسیلہ آئینہ تو بنالیا تھا مگر عکس کو محفوظ کرنے کا کوئی آلہ نہیں بنایا تھا اس لئے عکس کے ثابت یا قار ہونے کا اس دور میں تصور ہی نہیں تھا۔ لہٰذا فوٹو گرافی کیمرہ، مووی کیمرہ وغیرہ کے ذریعہ تیار ہونے والی شبیہ کو ''عکس قار'' یا ''عکس ثابت'' قرار دیکر اس پر عکس کے احکام جاری کرنے چاہیئیں۔ جو چیز عام حالات میں جائز ہو اس کا عکس بھی جائز اور جو عام حالات میں ناجائز ہو اس کا عکس بھی ناجائز ہونا چاہیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصویر کا مسئلہ موجودہ دور کے مسائل میں بہت اہمیت کا حامل مسئلہ بن چکا ہے۔ ایک اعتبار سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ''ابتلاء عام'' ہو چکا ہے۔ نیز ضروریات عوام میں سے ہونے کے پیش نظر بھی یہ نظر ثانی کا محتاج ہے۔ خاص طور پر ذرائع ابلاغ میں تصویر ایسی مرکزی حیثیت اختیار کر چکی ہے کہ اس کے بغیر ابلاغ عامہ تک رسائی انتہائی مشکل ہو گئی ہے۔ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ تو درکنار اسلامی معاشرہ اور خاص کر ہمارے ملک پاکستان کے ذرائع بھی تصویر کے اسقدر زیر اثر آ چکے ہیں کہ ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈر ثانوی درجہ میں آ گئے ہیں اور ٹی وی، مووی اور سی ڈی وغیرہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی ہے اور مؤخر الذکر ذرائع چونکہ تصویر کے بغیر مقصود ہی نہیں ہیں اس لئے زہد و تقویٰ اور رسوخ فی العلم رکھنے والے علما کرام کی عوام الناس تک رسائی محدود سے محدود تر ہوتی جا رہی ہے اور ملحد و بے دین لوگ اسلام اور قرآن کریم کے نام پر اس میدان میں چھا رہے ہیں اور اسلامی مصطلحات اور مذھبی مسائل میں غلط رہنمائی فراہم کرکے اسلامی تعلیمات کا حلیہ بگاڑ کر لوگوں کو اسلام کے بارے میں دہری ذہنیت Double Minded میں مبتلا کر رہے ہیں۔ اور اسی طرح اسلام اور اسلامی اداروں اور علماء کرام کے بارے میں شکوک و شبہات جنم لے رہے ہیں اور یہ صورتحال مستقبل قریب میں علماء کرام اور مفتیان عظام سے عوام کا اعتماد اٹھ جانے کا سانحہ بھی جنم دے سکتی ہے۔

ذرائع ابلاغ کی سطح پر صحافت کو اسلامی اصولوں کا پابند بنا کر اکابر کے طرز پر اگرچہ بعض اداروں کی کاوش انتہائی معیاری، مؤثر اور لائق تحسین ہے اور بہت بڑے خلاء کو پُر کرنے کی بہترین کوشش ہے مگر یہ محدود دینی حلقہ کی اشک ہشوئی تو کہلا سکتی ہے موجودہ دور کی ضرورت کو پورا نہیں کرتی اور اس کی بڑی وجہ مسئلہ تصویر ہی ہے۔

ان حالات میں مفتیا کرام اور اہل حل و عقد علماء اسلام کا ''مسائل حاضرہ'' پر غور و خوض کے حوالہ سے جمع ہونا بہت خوش آئند اور دیرپا اثرات کا حامل ہے۔ اگرچہ اس مجلس میں کراچی کی حد تک کے علماء شامل ہو رہے ہیں مگر بعض اکابر خاص طور پر **شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدھم** کی شمولیت اس مجلس کے اثرات کو عام و تام کرنے میں کافی مؤثر ہو سکتی۔ اس

کے باوجود اگر اس قسم کی مجالس میں کم از کم پاکستان کی سطح پر علماء کی ملک گیر شمولیت ہو جاتی تو اس مجلس کے فیصلوں کی اہمیت دو بالا ہو جاتی۔

تصویر اور عکس اور اس حوالہ سے جدید آلات پر فنی اور علمی اعتبار سے بہت کچھ لکھا اور کہا جا چکا ہے اور آج کی مجلس میں بھی اہل علم کی وقیع آراء سامنے آ رہی ہیں۔

کتاب وسنت کی نصوص کی روشنی میں تصویر کی حرمت پر جمہور امت کا اتفاق ہے۔ مالکیہ کی طرف منسوب یہ قول ہے کہ وہ تصویر مالہ ظل کو ناجائز جبکہ تصویر لاظل لہ کو جائز سمجھتے ہیں اور عکس کو متفق علیہ طور پر جائز قرار دیا گیا ہے۔

اس سلسلہ میں ایک نیا موقف بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ جدید آلات سے وجود میں آنے والی تصویر اگرچہ عوامی زبان میں تصویر کہلاتی ہے مگر علمی انداز اور گہرے غور وخوض کے نتیجہ میں اسے تصویر نہیں بلکہ عکس ہی کہا جائے گا۔

یہ موقف مصر کے مفتی اور عالم علامہ بخیت رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جو کہ ان کے ایک رسالہ سے ماخوذ ہے۔ یہ بات اگرچہ درس بخاری کے دوران **حضرت علامہ مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ** نے بھی فرمائی تھی کہ مصری علماء کیمرے کی تصویر کو ”حبس ظل“ قرار دیکر جائز کہتے ہیں۔ علامہ بخیت رحمہ اللہ کا رسالہ نہ ملنے کی بنا پر انکا موقف صحیح طور پر سامنے نہیں ہے البتہ **امالی حضرت مولانا محمد تقی عثمانی** میں اس موقف کو جس طرح نقل کیا گیا ہے اور اس پر صاحب امالی کا تبصرہ بھی منقول ہے اسے **تقریر ترمذی صفحہ ۷۴۳ جلد ۲** میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

علامہ بخیت کا موقف میرے الفاظ میں یہ ہے۔

اپنے تخیل سے کسی جاندار کی تصویر بنانا جائز نہیں ہے اور کیمرہ میں جسم سے نکلنے والی شعاعوں کی مدد سے عکس بنتا ہے جسے کیمیائی عمل کی مدد سے محفوظ کر دیا جاتا ہے اس لئے یہ تصویر محرم میں شامل نہیں ہے۔

بندہ کی رائے یہ ہے کہ دوران درس چونکہ تحقیق وتدقیق کے تقاضے پورے کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور پھر ناقل کا اپنے استاد کی بات کو پورے طور پر سمجھ کر نقل کرنا بھی کوئی ضروری نہیں ہوتا۔ اس لئے شاید علامہ بخیت رحمہ اللہ کا صحیح موقف سامنے نہیں آسکا۔

علماء کرام ومفتیان عظام کی اس وقیع مجلس سے بندہ کی درخواست ہے کہ اس موقف پر جدید خطوط کی روشنی میں مزید غور وخوض کر لیا جائے۔

بذریعہ قلم تصویر بنانے میں اور بذریعہ کیمرہ تصویر بنانے میں بہت بڑا فرق ہے۔ اور وہ یہ کہ کسی جاندار کو دیکھ کر ذہن میں ایک تخیلاتی تصویر بنتی ہے اس ذہنی تصویر کو اپنے وسائل (قلم، برش وغیرہ) کی مدد سے کاغذ یا کسی بھی لوح وغیرہ پر اپنے فن اور تجربہ کی بنیاد پر منتقل کیا جاتا ہے گویا اس مصور نے اپنے تخیل اور وسائل کی مدد سے قدرت کے شاہکار کی نقل تیار کی ہے۔ عام ہیکہ جس کی نقل تیار کی گئی ہے اس کا خارج میں وجود ہو یا نہ ہو!

ٹی وی، مووی یا فوٹو گرافی کیمرہ کی مدد سے جو تصویر بنتی ہے اس میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کیمرہ مین نے قدرت کے کسی پیدا کردہ شاہکار کو اپنے تخیل وتصور میں بسا کر اس کی نقل بنائی ہے۔

بلکہ قدرت کا شاہکار جس کیفیت میں تھا اس کیفیت پر اپنے کیمرہ کی مدد سے محفوظ کر دیا ہے اس لئے اسے تصویر کی بجائے عکس قرار دینا زیادہ قرین انصاف ہے۔ اس پر یہ بحث اٹھ سکتی ہے کہ عکس کو قرار اور ثبات نہیں ہوتا تو اس کے بارے میں یہ عرض ہے کہ عکس کا غیر ثابت یا غیر قار ہونا کوئی منصوص نہیں ہے۔ بلکہ عکس کی تعریف میں غیر قار یا غیر ثابت ہونے کے الفاظ محض اس لئے داخل ہوئے کہ اس زمانہ میں ایسے آلات موجود نہیں تھے جن کی مدد سے عکس کو دوام دیا جاسکتا ہے۔

عکس کے نظر آنیکا قدرتی آلہ پانی ہوسکتا ہے جس میں کوئی بھی جاندار اپنی شکل دیکھ سکتا ہے اور مصنوعی آلہ آئینہ ہے۔ آئینہ انسانی ایجادات ومصنوعات میں سے ہے۔ لہٰذا قیاس کی رو سے اگر **مضاهات خلق اللہ** کی علت کے پیش نظر تصویر ناجائز ہے تو آئینہ میں عکس دیکھنا بھی ناجائز قرار پانا چاہیے۔ اس بات کی کوئی دلیل نہیں ہے کہ عارضی طور پر **مضاهات خلق اللہ** جائز ہو اور مستقل بنیادوں پر ناجائز ہو۔

اپنا عکس دیکھنے کے لئے آئینہ انسان نے ایجاد کرلیا مگر اس عکس کو قرار افد ھدم بخشنے کا کوئی آلہ اس وقت نہیں ہوا تھا للذا اس دور میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عکس کی تعریف میں غیر ثابت اور غیر قار کے الفاظ شامل کر دیئے گئے۔
فوٹو گرافی کیمرہ میں بھی شعاعیں ہی لوحہ پر تصویر بناتی ہیں جبکہ مووی وغیرہ میں بھی یہ کام شعاعیں ہی کرتی ہیں۔ ان کے نام مختلف ہو سکتے ہیں۔ نیز پانی اور آئینہ میں بھی شعاعیں ہی عکس بناتی ہیں۔

جب عکس غیر قار جائز ہے تو عکس قار کیوں جائز نہیں ہے۔

یہ اعتراض بیجا معلوم ہوتا ہے کہ کیمرہ سے وجود پانے والی چیز کو پھر تصویر کیوں کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس پر تصویر کا اطلاق عمومی اطلاق ہے جیسے طلوع وغروب وغیرہ کی علمی صورت کچھ اور ہے اور عوامی اصطلاح کچھ اور ہے۔

باسمہ سبحانہ
محترم اراکین مجلس مسائل حاضرہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عکس اور تصویر کے موضوع پر منعقد مجلس میں بندہ حاضر نہیں ہو سکا۔ مدعو نہ ہونے کی وجہ سے مبصر کے طور پر حاضری کا ارادہ تھا مگر بوجوہ قاصر رہا۔
حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی امالی تقریر ترمذی جلد ۲ میں تصویر کے حوالہ سے بحث کی روشنی میں چند سطور قلم بند کی ہیں جس میں علامہ بخیت رحمہ اللہ کے نکتہ نظر کو نئے زاویۂ نگاہ سے دیکھا ہے۔
امید ہے حضرات مفتیان کرام اس پر ایک نگاہ ضرور ڈال لیں گے۔

فقط والسلام
مفتی عتیق الرحمٰن